السواط العذاب علی قوامع القباب

۱۳۴۴ھ

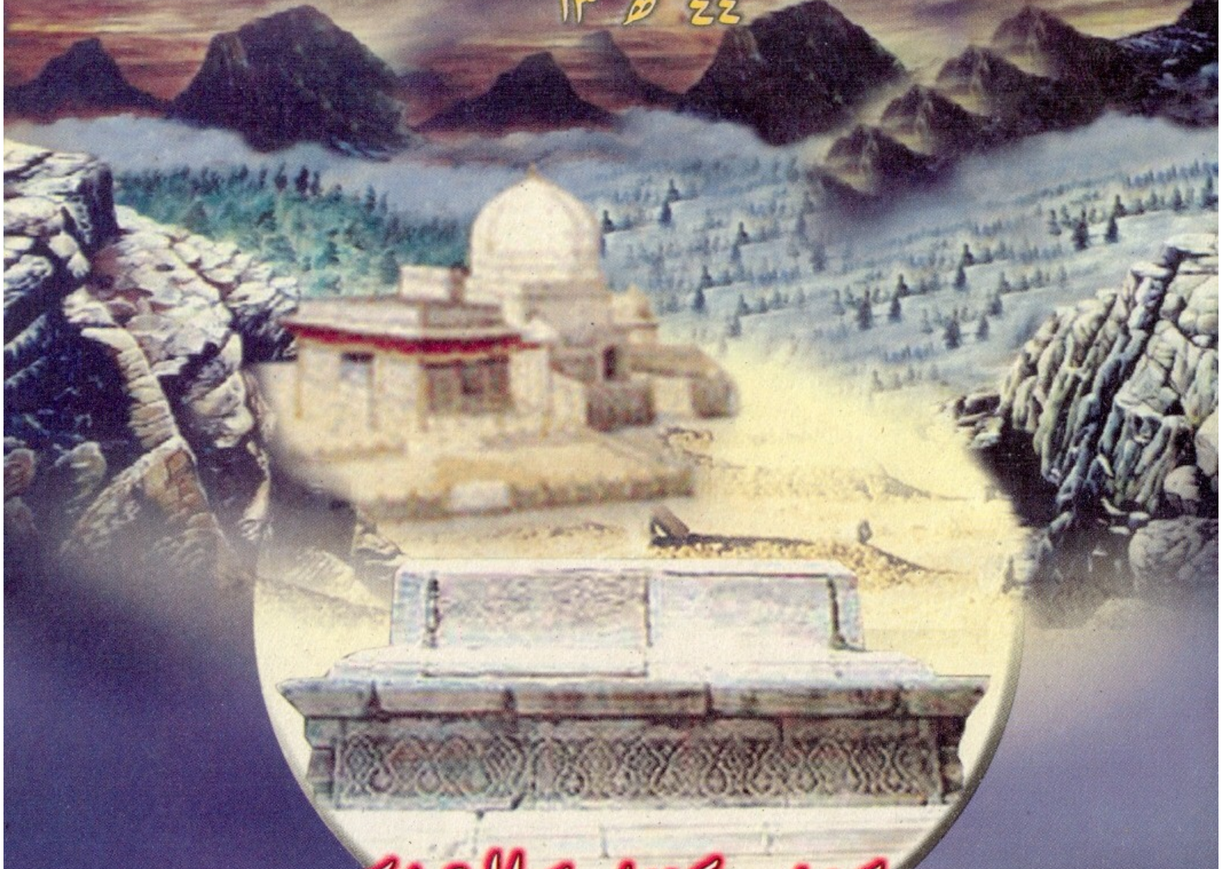

مزاراتِ اولیاء وصالحین پر

قبوں کی شرعی حیثیت

حسان الہند سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مرکز اہلسنت برکاتِ رضا
امام احمد رضا روڈ، پور بندر، گجرات

www.Markazahlesunnat.com

أسواط العذاب على قوامع القباب

١٣٤٤ھ

مزارات اولیاء و صالحین پر

قبوں کی شرعی حیثیت

مصنف

مفسر قرآن، صدر الافاضل، علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی

خلیفۂ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محقق بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہما

تحقیق و تقدیم

نعمان اعظمی الازہری

ناشر

مرکز اہل سنت برکات رضا

امام احمد رضا روڈ، میمن واڑ، پوربندر۔ گجرات

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

کتاب	:	اسواط العذاب علی قوامع القباب ١٣٤٤ھ
معروف بہ	:	مزارات اولیاء و صالحین پر قبوں کی شرعی حیثیت
مصنف	:	مفسر قرآن، علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ
تقریظ	:	حضور مفتی اعظم ہند، علامہ مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ
تحقیق و تقدیم	:	مولانا نعمان اعظمی
کمپوزنگ	:	ارشد علی جیلانی، برکاتی
باہتمام	:	علامہ عبدالستار ہمدانی، برکاتی ''مصروفؔ''
ناشر	:	مرکز اہل سنت برکات رضا، امام احمد رضا روڈ، میمن واڑ، پوربندر۔ گجرات (انڈیا) فون 91-286-2220886+

ملنے کے پتے

- فاروقیہ بک ڈپو، مٹیا محل، جامع مسجد۔ دہلی
- کتب خانہ امجدیہ، مٹیا محل، جامع مسجد۔ دہلی
- البرکات گرافکس، مٹیا محل، جامع مسجد۔ دہلی

(قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ:)

"مَنْ عَادٰى لِى وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ..."

(أخرجه الإمام البخاری، ۳/۱۳۱۹)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالی فرماتا ہے:

جس نے میرے ولی سے دشمنی کی اس سے میرا اعلان جنگ ہے۔

إهداء

سیدی اعلی حضرت، امام اہل سنت، مجدد دین وملت شاہ احمد رضاں قادری بریلوی کے نام...

جن کی بے انتہا دینی وعلمی خدمات میں سے اہم خدمت یہ بھی ہے کہ آپ نے اپنے پیچھے خلفاء اور تلامذہ کی لمبی قطار چھوڑی جو اپنے خلوص نیت اور للّٰہیت کے باعث آج دنیا میں آفتاب وماہتاب کی طرح درخشاں اور تابندہ ہیں۔

فجزاهم الله تعالى عن الإسلام والمسلمين أروع جزاء (آمین)

(ناشر)

www.Markazahlesunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

تمہید

حامدا و مصليا ومسلما

اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس نے کفر وشرک کی ساری راہیں مسدود کرکے ''قُــلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ'' حق آ گیا اور باطل رفو چکر ہوا، کا پرچم لہرا دیا، اسلامیان عالم کا ایک بڑا طبقہ آج قبروں کی زیارت کو مستحب، بزرگوں کی قبروں کو عوام سے ممتاز رکھنے کو افضل اور صحابہ واولیاء کی قبروں سے تبرک حاصل کرنے کو جائز اور مستحسن گردانتا ہے۔ ان کی طرف شدّ رحال، یعنی سفر کرنا بھی جائز، ان کی زیارت بھی باعث اجر، نیز ان کو دیگر قبروں سے ممتاز کرنے کے لیے ان پر قبہ بنانا بھی جائز سمجھتا ہے۔ اور یہ فتوی آج کا نہیں بلکہ سلف صالحین سے منقول ہے۔ اور جو لوگ ملک شام، عراق، فلسطین اور مصر کا سفر کرتے ہیں وہ اپنے سر کی آنکھوں سے ان فتووں پر عمل، محسوس شکل میں ملاحظہ فرماتے ہیں۔ گویا سلف سے لے کر خلف تک کا اس بات پر اجماع عملی ہے۔

خود حجاز مقدس میں ابن سعود کی حکومت سے قبل ام المومنین سیدہ خدیجہ کبری رضی اللہ عنہا کے مزار پر قبہ تھا، جس کو ظالم سعودی حکومت نے شہید کیا، سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر قبہ بنا ہوا تھا جس کو بعد میں شہید کیا گیا۔

ایک نہیں ہزاروں مثالیں موجود ہیں کہ بزرگان دین کی قبروں پر اہل سلف قبہ بنانا جائز جانتے تھے، مگر نجدی اور اس کے متبعین کو یہ سب کام شرک لگتا ہے۔ اور انھوں نے سواد اعظم اور علمائے جمہور کی پرواہ کیے بغیر ان سارے قبوں کو ڈھا دیا، اونچی قبروں کو بلڈوزر سے رونڈ ڈالا، کسی شاہراہ کے بیچ میں آنے والی تاریخی مساجد کو مسمار کر دیا۔

قصہ اسی پر تمام ہو جاتا تب بھی ہم اپنے گلے شکوے بند کر لیتے، مگر افسوس! ابن سعود کی ریشہ دوانیاں اور امریکہ کے اشارہ پر ناچنے والی کٹھپتلی سرکار آج بھی اپنی ایسی نازیبا حرکتوں سے باز نہیں آ رہی۔

چنانچہ ابھی حال میں رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی جائے ولادت جو حرم مکی سے متصل ہے، ایک ماسٹر پلان کے ذریعہ اسے منہدم کرنے کا منصوبہ پاس کیا ہے۔ مولد رسول کو منہدم ومسمار کرکے اس جگہ پارک اور ہوٹل تعمیر کرنے کے منصوبہ کو ابھی عملی جامہ نہیں پہنایا گیا، کہ عالمی سطح پر اس خبر کی مذمت شروع ہوگئی اور عاشقان رسول کا احتجاج ومظاہرہ جاری ہو گیا۔

پوری دنیا سے بلند ہونے والی صدائے احتجاج، اور اسلامیان عالم میں غم وغصہ کی لہر اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ آج بھی دنیا میں رسول مقبول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے وفادار زندہ ہیں۔ اور جو سعودی حکومت کی ایسی غیر مہذب اور گھٹیا حرکت پر ہرگز خاموش نہیں بیٹھیں گے۔

حکومت کے وردی پوش مفتیان اور یہاں ہندوستان میں اس کے بعض وظیفہ خوار، سعودی حکومت کے خلاف مسلمانوں کے احتجاج پر یہ کہتے ہیں کہ مولد (ولادت گاہ) رسول کی حفاظت اور اس کو ہمیشہ باقی رکھنے کی بابت کون سی نص قطعی وارد ہے؟

بقاء وتحفظ کی بابت نص قطعی وارد ہے یا نہیں؟ اس کا جواب تو ہم بعد میں دیں گے۔ مگر پہلے یہی سوال ہم آپ پر بھی دہرا سکتے ہیں، کہ ولادت گاہ نبوی کے انہدام پر نص قطعی تو دور کی بات کون سی ضعیف سے ضعیف روایت موجود ہے؟

صحابہ کرام وتابعین عظام کے زمانے سے خواص کی قبروں پر ضرورت کے پیش نظر قبہ بنانے پر ائمہ امت کا اجماع عملی ہے۔ اور اسی سے گنبد بنانے کا جواز ثابت ہے۔ البتہ حدیث پاک میں بلا ضرورت تعمیر کی ممانعت آئی ہے، حضرت ملا علی قاری (۱۰۱۴ھ) نے بھی اسی دلیل

کونقل کیا ہے، کہ ممانعت والی حدیث بلاضرورت تعمیر پر محمول ہے۔

جیسا کہ لکھتے ہیں:

''إذا كانت الخيمة لفائدة مثل أن يقعد القراء تحتها فلا تكون منهية (إلى قوله) وقد أباح السلف البناء على قبر المشايخ والعلماء المشهورين يزورهم الناس و يستريحوابالجلوس فيه''

(مرقات،۴/۶۹، مکتبہ امدادیہ، ملتان ۱۳۹۲ھ)

یعنی جب قبر پر خیمہ کسی فائدہ کے پیش نظر لگایا جائے مثلاً: اس کے زیرسایہ قاری بیٹھ کر قرآن کی تلاوت کرے، تو اس کی ممانعت نہیں...اسی طرح سلف صالحین نے مشائخ اور مشاہیر علماء کے لیے مقابر تعمیر کرنے کو جائز کہا ہے۔ تاکہ لوگ ان کی زیارت کریں اور انھیں کوئی تکلیف نہ ہو۔

بتایا جائے آج پوری دنیا میں کہاں؟ اور کس فاسق وفاجر کی قبر پر قبہ تعمیر ہوتا ہے؟ قبہ جب بھی تعمیر ہوتا ہے تو کسی بزرگ، کسی ولی، کسی عالم دین، کسی پابند شرع اور کسی خادم دین کی قبر پر ہی ہوتا ہے۔

یہ تو فقط ایک جواز کی دلیل پیش کی گئی ہے، مگر زیر نظر کتاب ''قبوں کی شرعی حیثیت'' اور خاص کر اس پر حضور مفتیٔ اعظم ہند حضرت علامہ شاہ مصطفیٰ رضا خان نوری علیہ الرحمۃ والرضوان کی تقریظ جلیل میں کئی ایسے ڈھوس دلائل وشواہد موجود ہیں۔ جن سے فرار اور جن کا انکار ممکن نہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

''قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يجصص القبور وأن يكتب عليها وأن توطأ'' رواہ الترمذی۔

حضرت جابر نے کہا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو پختہ کرنے، ان پر کتبہ لگانے اور ان کو روندنے سے منع فرمایا۔

اس حدیث کے ذیل میں مشکوۃ شریف کے محشّی نے حضرت حسن بصری سے جواز اور حضرت امام شافعی سے استحباب کا قول نقل فرمایا ہے۔

سخت حیرت ہے کہ اس حدیث پاک کو دلیل بنا کر اہل نجد آج قبروں کو مسمار اور منہدم کرنے پر تلے ہوئے ہیں، مگر صد افسوس! اسی حدیث کے آخری ٹکڑے پر اندھے عمل نہیں کرتے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو روندنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ جب کہ مخالفین ضد وعناد میں قبروں کو بلڈوزر سے منہدم کرتے ہیں، حالاں کہ اس حدیث کے ضمن میں فقہائے اسلام نے فرمایا کہ مسلمانوں کے عام قبرستان میں پیدل چلنا مستحب ہے۔

قبروں پر قبہ نہ بنانے کے سلسلہ میں جو احادیث وارد ہیں۔ ان کا شافی جواب اور صحیح تاویل وتطبیق جو زیر نظر کتاب میں پیش کی گئی ہے وہ قابل مطالعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس مختصر مگر جامع رسالہ کو عوام وخواص سب کے لیے یکساں نافع وشافع بنائے۔ اور مجھے خدمت دین اور عمل صالح کی توفیق بخشے۔ آمین

وصلى اللهم على سيدنا محمد و آله وصحبه وبارك وسلم.

نعمان اعظمی

خادم مرکز اہل سنت برکات رضا

پوربندر، گجرات (الھند)

شعبان المعظم ۱۴۲۶ھ

www.Markazahlesunnat.com

تقریظ

از: شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حضور مفتی اعظم ہند، علامہ شاہ مصطفیٰ رضا خاں

(رحمۃ اللہ علیہ)

بسم الله الرحمن الرحيم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ لَاسِيَّمَا عَلٰى أَفْضَلِهِمْ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَ آلِهِ الطَّيِّبِيْنَ وَ صَحْبِهِ الطَّاهِرِيْنَ وَ أَزْوَاجِهِ الطَّاهِرَاتِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ عُلَمَاءِ مِلَّتِهِ وَ أَوْلِيَاءِ أُمَّتِهِ الرَّاشِدِيْنَ الْمُرْشِدِيْنَ الْهَادِيِّيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ خُصُوصاً الْإِمَامَ الْهُمَامَ سَيِّدَنَا الْأَعْلَامَ إِمَامَنَا الْأَعْظَمَ وَ حَضْرَةَ قُطْبِ الْأَقْطَابِ غَوْثِ الْأَغْوَاثِ مُحَيِّ الْمِلَّةِ وَ الدِّيْنِ وَ سَائِرِ الْأَئِمَّةِ أَجْمَعِيْنَ۔

فقیر نے یہ رسالہ ہدایت قبالہ مصنفہ حضرۃ الفاضل الجلیل و العالم النبیل الالمعی اللوذعی الفطین استاذ العلماء مولانا مولوی الحافظ الحکیم محمد نعیم الدین خصہم اللہ تعالیٰ بمزید العلم و الصدق والیقین وجعلہم کاسمہم نعیم الدین و معین الدین و منیع الدین دیکھا، بحمد اللہ تعالیٰ اسے طالب حق کے لیے کافی و وافی اور ہزلیات ہر معاند کا نافی اور مرض نجدیت کے لیے دوا شافی پایا۔ مولیٰ تعالیٰ حضرت مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس رسالہ کو مسلمانوں کے لیے نافعہ بنائے۔ آمین۔

حضرت مولانا زیدفضلہ نے مفتیان نجدیہ وندویہ کے خیالات خام اور باطل اوہام کی خوب خوب صفرا شکنی فرمائی ہے۔ نہایت وضاحت سے ان کی سفاہتوں و وقاحتوں کو طشت از

بام فرمایا ہے۔ ان کا کوئی شبہ ایسا نہیں رہا جس پر کافی نقض و ابرام نہیں فرمادیا ہے۔ یہ مختصر مگر نہایت جامع رسالہ ازہاق باطل و دفع ظلمات نجدیان گمراہ وغافل کے لیے حق کا آفتاب نصف النہار ہے۔ ہر مصنف پر یہ مبارک رسالہ دیکھ کر ان نجدیوں، ندویوں کی ذلیل ترین حرکات کیاوی و مکاری و فریب دہی و غداری جیسی گندی صفات روشن و آشکار۔ اگرچہ علماء اہل سنت (کثرہم اللہ تعالیٰ وشکر سعیہم) نے مسئلہ کو واضح فرمادیا اور اب کوئی ادنی خفا باقی نہ رہا۔ ہر مخالف دریدہ دہن کے منھ میں پتھر دے دیا اور اس کے لیے مجال دم زدن و یارائے لب جنبانیدن نہ رکھا، مگر اب بھی یہ دعوی سے کہا جاسکتا ہے کہ اس مسئلہ پر اس کے علاوہ جوان علمائے کرام نے تحریر فرمایا جزء کے جزء لکھے جاسکتے ہیں۔ مگر کیا ضرور ہے کہ اگر در خانہ کس ست یک حرف بس است۔ اور معاندین کے لیے دفتر بیکار۔ کہ وہ تو سب کچھ دیکھ سن کر بہرے اندھے بنتے ہیں۔ اور جلوہ حق سے اپنے مریض آنکھوں میں چکا چوند پا کر انھیں خوب میچ لیتے اور ظلمت کے گڑھوں میں گرتے ہیں۔ اور جس زبوں حال میں خود ہیں دوسروں کو بھی اسی میں مبتلا دیکھنا چاہتے ہیں خود حق سے اندھے ہیں اور دوسروں کی آنکھوں میں بھی خاک اونچ کر اپنی طرح گنگوہی بنانا چاہتے ہیں۔

جامعہ ملیہ کے مفتی عبدالحی صاحب نے تو وہ اندھا دھند کیا ہے کہ توبہ ہی بھلی!

گرہمیں جامع ست و ایں مفتی

کار فتوی تمام خواہد شد

جس کی حالت یہ ہو کہ اپنے صریح مخالف عبارتیں اپنے موافق جان کر نقل کرے زہر پیئے اور شہد سمجھے وہ اور فتوی۔ جامعہ ملیہ کا مفتی ایسا ہی ہونا بھی چاہیئے آپ کا دعوی باطل تو یہ ہے کہ قبے بنانا قرآن وحدیث وفقہ کی نظر میں ناجائز اور حرام، اور ہر قبر و قبہ واجب الانہدام ہے اور ابن سعود نے جس قدر قبوں کو منہدم کیا ہے وہ بالکل کتاب وسنت کے مطابق کیا ہے۔ مگر ہر

www.Markazahlesunnat.com

آنکھ والا دیکھ رہا ہے کہ انھوں نے قرآن عظیم کی کوئی ایک آیت ایسی نہیں پیش کی جس میں قبوں کی حرمت کا کوئی ذکر ہو۔ بلکہ جو آیت پیش کی ہے وہ وہ ہے جس سے حضرت علامہ شہاب خفاجی (قدس سرہ) نے ان کے جواز پر استدلال فرمایا ہے۔ اگر چہ ابن کثیر و آلوسی و ابن تیمیہ سے انھوں نے اس پر رد بھی نقل کر دیا مگر اس سے کیا ہوا۔ غایت بانی الباب اتنا ہوا کہ ان کے نزدیک ابن کثیر وغیرہ کے قول سے حرمت نکلی۔ یہ ابن کثیر و ابن تیمیہ کے دامنوں میں کیوں چھپتے ہیں؟ ان میں کچھ دم ہے تو قرآن عظیم کی کسی آیت سے قبوں کی حرمت ثابت کریں، اور کتاب کریم سے ان کا واجب الانہدام ہونا دکھائیں۔ مگر ہم کہے دیتے ہیں کہ قیامت تک یہ قرآن عظیم کے کسی ایک حرف سے بھی اپنا باطل دعوی ثابت نہ کر سکیں گے۔ تیرہویں صدی کے آلوسی نے حضرت علامہ شہاب خفاجی پر جو رد کیا اس کا حاصل تو صرف اتنا ہے کہ اس آیت سے قبوں پر استدلال صحیح نہیں۔ بالفرض اس کی یہ بات قابل قبول ہو تو آپ کا باطل دعوی قرآن سے کیوں کر ثابت ہوا؟

یوں ہی ہر ادنی عقل والا سمجھ رہا ہے کہ جو احادیث نقل کی گئیں ان میں حرمت قبہ سے کوئی علاقہ نہیں۔ قبوں کا ان میں کہاں ذکر ہے۔ دعوی یہ کہ قبہ بنانا ناجائز ہے، دلیل یہ کہ حدیث میں ہے کہ قبر کو سجدہ گاہ نہ ٹھہراؤ، اور حدیث میں ہے کہ کوئی قبر اونچی نہ چھوڑو۔ اگر یوں کتاب وسنت سے اپنے دعاوی ثابت کیے جائیں، تو وہ کونسا باطل دعوی ہے جس کا اہل باطل قرآن وحدیث سے ثبوت نہ دیں لیں گے؟ رہی فقہ آپ نے اس پر جو کچھ ظلم ڈھایا ہے وہ بھی کسی سمجھدار سے مخفی نہیں، دعوی تو یہ ہے کہ مطلقاً قبہ بنانا حرام اور ہر قبہ واجب الانہدام، اور دلیل میں وہ عبارتیں پیش کی جاتی ہیں جو ان عمارتوں سے متعلق ہیں جو قبرستان وقف میں بنائی جائیں، یا ملک غیر میں بے اذن مالک بنی ہوں، یا اپنی ملک میں محض بے فائدہ بنائی گئی ہوں، صرف احکام کے لحاظ سے تعمیر کی گئی ہوں یا محض زینت وتفاخر کے لیے بنی ہوں۔ علماء کرام

(قدست اسرارہم) کی ان عبارتوں میں زینت و احکام وغیرہ الفاظ دیکھ کر ان سے آنکھ چرا جانا، سچ کہنا کتنے بڑے حیادار کا کام ہے؟ لطف یہ ہے کہ وہ بھی صرف قبوں سے متعلق نہیں۔ بلکہ ان میں مساجد و مدارس کا بھی ذکر ہے۔ کیوں صاحب! مدارس ومساجد کے الفاظ دیکھ کر بھی جو یہ نہ سمجھے کہ ان عبارات کا محمل کیا ہے؟ وہ کتنا بلید و نافہم ہے۔ اور اگر سمجھ کر الٹی کہے تو کیسا عنید وہٹ دھرم ہے۔ اگر آپ کی یہ مان لی جائے تو ہم آپ سے یہ دریافت کرتے ہیں کہ آپ نے ان عبارات سے مطلقاً قبوں کا حرام و واجب الانہدام ہونا تو ثابت کرنا چاہا، مگر جب کہ مساجد و مدارس کا بھی ان میں ذکر تھا تو اس سے کیوں کنی بچا گئے؟ یوں آپ پر لازم ہے کہ جس طرح حرمت قبہ کا اعلان کیا ہے، اسی طرح آپ علی الاعلان یہ کہتے کہ قرآن و حدیث وفقہ ائمہ اربعہ کی رو سے مدارس ومساجد بنانا حرام، اور جو بنے ہوئے ہوں ان کا مسمار کر دینا اور ان کے آثار مٹا دینا لازم کیوں ہے؟ صلاح کیا آپ یہ اعلان کرائیں گے اور نہیں تو دیوبند و جامعہ ملیہ اور ایسے ضلالت کے جو اور مدارس ہوں، ان کے قلع وقمع میں تو اہل سنت بھی آپ کا ساتھ دیں گے۔ اور اگر کسی دینی مدرسہ کا آپ نے رخ کیا تو وہ اپنے دینی بھائیوں کے ساتھ ہوں گے۔ آپ نے ابن تیمیہ سے استدلال کی زحمت کیوں گوارا کی؟ سرے سے یو ہیں کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ سب کچھ حرام وشرک ہے، اس لیے کہ ہمارا امام محمد بن عبدالوہاب نجدی اپنی کتاب التوحید میں اس کی تصریح کرتا ہے۔ لا حول و لا قوة الا باللہ العلی العظیم۔

مسلمانوں کو اطمینان رکھنا چاہیئے کہ وہ جس راہ پر گامزن ہیں وہ بالکل صحیح ودرست اور نہایت پاک وصاف راہ ہے۔ انھیں ان وہابیوں ندویوں کے فریبوں، کیدوں، مکاریوں سے دھوکے میں نہ پڑنا چاہیئے۔ جن علماء نے منع فرمایا ہے اور جنھوں نے اجازت دی ہے، ان میں کوئی اختلاف نہیں۔ جسے وہ منع کرتے ہیں اسے یہ بھی جائز نہیں کہتے۔ جو حضرات منع کرتے

ہیں وہ وہاں منع فرماتے ہیں جہاں وجوہ منع سے کوئی وجہ منع پائی جائے، کہ غیر کی ملک میں بے اجازت تعمیر ہو، یا قبرستان وقف میں بے شرط واقف عمارت بنالی جائے، یا صرف تفاخر و زینت کے لیے بنائیں، یا محض بے فائدہ ایسا کریں۔اور جہاں یہ کچھ نہ ہو وہاں کیوں ممنوع ٹھہرائیں؟ اور جب کہ علمائے کرام نے اس کی تصریح فرمادی کہ جواز ہی مختار ومرجح ومفتی بہ ہے،تواب کسی کو کیا گنجائش کلام ہے؟ اور جو اب بھی محض بزور زبان مخالفت کی جائے تو اس کا قول کیا قابل التفات ہو۔اب آخر میں ہم بعض عبارات جو نظر حاضر میں ہیں پیش کریں۔

ملتقی الابحر اور اس کی شرح مجمع الانہر میں ہے :

يُكْرَهُ الآجُرُ وَ الْخَشَبُ أَىْ كُرِهَ سَتْرُ اللَّحْدِ بِهِمَا وَ بِالْحِجَارَةِ وَ الْجَصِّ لٰكِنْ لَوْ كَانَتِ الأَرْضُ رِخْوَةً جَازَ وَ يُسَنَّمُ أَىْ يَرْفَعُ الْقَبْرُ اسْتِحْبَابًا غَيْرَ مُسَطَّحٍ قَدْرَ شِبْرٍ فِى ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَ فِيْهِ إِبَاحَةُ الزِّيَادَةِ وَ يُكْرَهُ بِنَاءُهُ بِالْجَصِّ وَالآجُرِ وَ الْخَشَبِ لِقَوْلِهٖ صَلَى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفَقُ الرِّيَاحِ وَ قَطْرُ الأَمْطَارِ عَلَى قَبْرِ الْمُؤمِنِ كَفَّارَةٌ لِذُنُوبِهٖ لٰكِنِ الْمُخْتَارُ أَنَّ التَّطْيِيْنَ غَيْرُ مَكْرُوْهٍ وَ كَانَ عِصَامُ بْنُ يُوْسُفَ يُطَوِّنُ حَوْلَ الْمَدِيْنَةِ وَ يُعَمِّرُ الْقُبُوْرَ الْخَرِبَةَ كَمَا فِى الْقُهِسْتَانِى وَ فِى الْخِزَانَةِ لَا بَأْسَ بِأَنْ يُّوضَعَ حِجَارَةٌ عَلَى رَأْسِ الْقَبْرِ وَ يُكْتَبُ عَلَيْهِ شَيْءٌ وَ فِى النَّتَفِ كُرِهَ أَنْ يُّكْتَبَ عَلَيْهِ اسْمُ صَاحِبِهٖ ، اھ مختصرا ۔

ترجمہ:’’اینٹ اور لکڑی سے قبر بنانا مکروہ ہے،اور ایسے ہی پتھر اور گچ سے لیکن جب زمین نرم ہو جائز ہے،اور ایسے ہی قبر کو اونچی کرنا مستحب ہے غیر چپٹی ایک بالشت اونچی اور اس میں زیادتی جائز ہے،اور مکروہ ہے۔گچ، اینٹ اور لکڑی سے تعمیر کرنا،اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق کے ہواؤں کا چلنا اور بارش کا قطرہ مومن کی قبر پر اس کے

گناہوں کا کفارہ ہے لیکن مختار مذہب یہ ہے کہ پختہ کرنا درست ہے،اور عصام بن یوسف مدینہ کے اردگرد پختہ کرتے تھے اور ویران قبروں کو تعمیر کرتے تھے،جیسا کہ قہستانی اور خزانۃ المفتیین میں ہے کہ قبر کے سرہانے پتھر رکھنا اور اس پر کچھ لکھنا جائز ہے،اور نتف میں صاحب قبر کا نام لکھنا مکروہ بتایا۔‘‘

بدائع امام ملک العلماء ابوبکر مسعود کاسانی (قدس اللہ سرہ النورانی) میں ہے:

رُوِىَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُمَا لَمَّا مَاتَ بِالطَّائِفِ صَلّٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَنَفِيَّةِ وَ جَعَلَ قَبْرَهُ مُسَنَّمًا وَ ضَرَبَ عَلَيْهِ فُسْطَاطًا ، اھ مختصرا۔

ترجمہ:’’عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما کا جب طائف میں انتقال ہوا تو محمد ابن حنفیہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کی قبر کو اونچا رکھا اور اس پر خیمہ لگایا۔‘‘

تاتارخانیہ پھر عالمگیریہ میں ہے :

إِذَا خَرِبَتِ الْقُبُوْرُ فَلَا بَأْسَ بِتَطْيِيْنِهَا

ترجمہ:’’جب قبریں بوسیدہ ہوجائیں تو ان کو پختہ کرنے میں حرج نہیں۔‘‘

جواہر الاخلاطی میں ہے :

وَ هُوَ الأَصَحُّ وَ عَلَيْهِ الْفَتْوٰى ۔

ترجمہ:’’یہی صحیح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔‘‘

کفایہ میں فرمایا:

وَ إِنْ أُهِيْلَ عَلَيْهِ التُّرَابُ لَا بَأْسَ بِالْحَجَرِ وَ الآجُرِ وَ كَذَا عَلَى الْقَبْرِ إِنِ احْتِيْجَ إِلَى الْكِتَابَةِ وَ فِى الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ لِقَاضِى خَانَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ لَا بَأْسَ بِكِتَابَةِ شَىْءٍ أَوْ بِوَضْعِ الأَحْجَارِ عَلَى الْقَبْرِ لِيَكُوْنَ عَلَامَةً ۔

www.Markazahlesunnat.com

ترجمہ:''اور اگر قبر پر مٹی ڈال دی گئی ہوتو پتھر اور اینٹ رکھنے میں حرج نہیں، ایسے ہی اگر کچھ لکھنے کی حاجت ہوتو حرج نہیں، جیسا کہ جامع صغیر میں ہے کہ کچھ قبر پر کچھ لکھنے اور اس پر علامت کے طور پر پتھر رکھنے میں حرج نہیں۔''

خاص قبوں کے متعلق تو امام ابن حجر مکی نے نص فرمادی کہ غیر مسئلہ میں علماء و اولیاء و صلحاء کے مزارات طیبہ پر قبہ بنانا قربت ہے۔ كما فى مصباح الأنام

حضرت علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں :

ضَربُ الفُسطَاطِ إن كَانَ لِغَرضٍ صَحِيحٌ كَالتَّستُّرِ مِنَ الشَّمسِ لِلحَيِّ لَا لِإظْلَالِ المَيّتِ فَقَدْ جَازَ۔

ترجمہ:''قبر پر خیمہ جب کسی نیک مقصد سے ہوتو صحیح ہے۔ جیسے کے زندوں کے لئے دھوپ سے سایہ کرنے کے لئے تو جائز ہے نہ کہ میت کے لیے۔''

اسی میں ہے :

إذَا عَلَى القَبرِ لِغَرضٍ صَحِيحٌ لَا لِقَصدِ المُبَاهَاتِ جَازَ۔

ترجمہ:''جب قبر پر خیمہ کسی نیک مقصد سے ہوتو درست ہے۔ لیکن فخر کے لئے نہ ہو۔''

دونوں اماموں حضرت ابن حجر عسقلانی و علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہما نے تو ان منھ زوروں کے منھ میں پتھر دے دیا۔ یہ متبعین شیخ نجدی جس علت سے قبوں و مزاروں کے قلعہ قمع کے درپے ہیں، علمائے کرام اسی علت سے ان کے جواز بلکہ استحباب کا فتوی دیتے ہیں۔

محبوبان الٰہی و مقبولان بارگاہ رسالت پناہی سے جلنے والے اسی لیے تو منع کرتے ہیں کہ اس میں ان کی تعظیم ہے۔ اور علماء انھیں اسی لیے جائز بلکہ قربت فرماتے ہیں۔ ملاحظہ ہو تفسیر روح البیان :

بِنَاءُ القُبَابِ عَلَى قُبُورِ العُلَمَاءِ وَ الأولِيَاءِ وَ الصُّلَحَاءِ أمرٌ جَائِزٌ إذَا قُصِدَ بِذٰلِكَ التَّعظِيمُ فِى أعيُنِ العَامَّةِ حَتّٰى لَايَحتَقِرُوا صَاحِبَ هٰذَا القَبرِ۔

ترجمہ:''علماء اولیاء اور صالحین کی قبروں پر قبہ بنانا جائز ہے، جب اس سے عوام کی نگاہ میں عزت دلانا مقصود ہو، تاکہ لوگ اس قبر والے کو حقیر نہ جانیں۔''

یہ دشمن دین و ایمان جو آج اس تعظیم محبوبان خدا کی وجہ سے ان کے مزارات طیبہ کھودے ڈالتے ہیں۔ اور ان کا ہدم واجب ٹھہراتے ہیں۔ خیریت ہوئی کہ انھیں اب تک یہ معلوم نہ ہوا کہ نماز جنازہ میں بھی تعظیم میت ہے۔ اور وہ اسی لیے مشروع ہوئی ہے۔ اسی واسطے کافر و باغی و قطاع الطریق جن کی اہانت لازم ہے، ان کے جنازہ کی نماز نہیں ہوتی۔ اگر اس طرف انھوں نے توجہ کی تو یہ فرض کفایہ نماز جنازہ کو بھی حرام و شرک ٹھہرائیں گے۔

بدائع امام ملک العلماء میں ہے:

هٰذِهِ الصَّلَاةُ شُرِعَت لِتَعظِيمِ المَيّتِ وَ لِهٰذَا اتَّسقَطَ مَنْ يَّجِبُ إهَانَتُهُ كَالبَاغِى وَ الكَافِرِ وَ قَاطِعِ الطَّرِيقِ۔

ترجمہ:''یہ نماز (جنازہ) میت کی تعظیم کے لیے پڑھی جاتی ہے۔ اسی لیے جس کی اہانت واجب ہے۔ مثلاً باغی، کافر اور ڈاکو کی نماز جنازہ جائز نہیں ہے۔''

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہر فتنہ سے محفوظ رکھے۔ آمین

فقیر مصطفیٰ رضا قادری نوری

رضوی بریلوی، عفی عنہ

www.Markazahlesunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده و نصلی علی رسوله الکريم

مقابر و مقامات و مساجد کا ڈھادینا وہابیہ ہند کے نزدیک قابل الزام نہیں

ابن سعود نے سرزمین حرم میں جو مظالم کیے ہیں۔انھوں نے مسلمانان عالم کو تڑپا دیا ہے۔لیکن تعجب ہے کہ اس کے حامی باوصف دعوی علم وفضل اس کے ذلیل ترین حرکات پر پردے ڈالنے، بلکہ اس کے خبیث افعال کو جائز ٹھہرانے کے لیے ہر قسم کی طاقتیں صرف کر رہے ہیں۔اخباروں میں فتوؤں کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔مولوی محمد رفیع،مولوی کفایت اللہ،مولوی عبدالحلیم،مولوی ولایت احمد،مولوی عبدالحی کے فتوے چھاپے گئے ہیں۔ان میں یہ زور دیا گیا ہے کہ مزارات پر قبے بنانا شرعاً ناجائز اور قابل انہدام ہے۔بلکہ بعضوں نے اس کا ڈھانا واجب کیا ہے۔اس سے مدعا یہ ہے کہ ابن سعود نے جو اکابر صحابہ کے مزارات کے ساتھ گستاخیاں کی ہیں،ان سب کو جائز قرار دیا ہے۔لیکن ان کے اس جانکاہی سے بھی مدعا حاصل نہیں ہوتا، کیوں کہ ابن سعود نے قبروں اور مزاروں کے قبے ہی ڈھانے پر اکتفا نہیں کیا ہے، اس نے مسجدیں بھی شہید کی ہیں۔بے گناہوں کو قتل بھی کیا ہے۔مسجدوں اور مزاروں کے مقام پر نجاستیں بھی ڈالی ہیں۔امکنۂ متبرکہ (مقدس مقامات) کو گدھوں کی لیدوں سے بھی بھر دیا ہے۔قبروں پر پٹرول ڈال کر آگ بھی لگائی ہے۔مسجدوں کی کڑیاں بازاروں میں بکوائی ہیں۔

اگر ابن سعود کو بری کرنا منظور ہے تو ان تمام افعال کو بھی جائز کہیے۔اتنے فتوے ترتیب دیئے جاتے ہیں اور اخباروں کے صفحات ان سے لبریز ہوتے ہیں۔لیکن کہیں یہ فتویٰ

نہیں لکھا جاتا کہ مسجد ڈھانے والے کا کیا حکم ہے؟ اس کو سلطان غازی کہنا اس کی فتح ونصرت کے لیے دعا کرنا کیسا ہے؟ باوجود نجدی کے ان افعال کے اور باوجود اس کے کہ مسلمان اسے مقابلہ کے لیے تیار نہیں ہوئے۔طائف ومکہ مکرمہ میں لوگوں نے بے روک ٹوک اس کو داخل ہونے دیا۔اس پر لوٹ، مار، قتل، غارت، خوں ریزی، بے حرمتی کے جو واقعات اس سے ظہور میں آئے، یہ وہابی علماء اس سے چشم پوشی کر لیتے ہیں۔اتنا ہی نہیں بلکہ وہ اس کے تمام افعال کے حامی ہیں، حتی کہ اس کے لشکر کی نصرت کی دعائیں کی جاتی ہیں۔ظاہر ہے کہ یہ لشکر کفار کے مقابلہ میں کبھی نہیں آئے۔ان کے ظلم کی تلوار مسلمان علماء، سادات، باشندگان بیت الحرام کی گردنوں پر چلتی رہی ہے۔اور اس کے لشکر انھیں پر ظلم وستم توڑتے رہے ہیں۔پھر اس کی نصرت وتائید کی دعا پتہ دیتی ہے کہ یہ قتل و غارت مفتی صاحب کے نزدیک عین اسلام کے مطابق ہو۔اور ہندوستان کے وہابی مفتی بھی نجدی کی طرح تمام مسلمانان عالم کو کافر ومشرک، واجب القتل، مباح الدم جانتے ہیں۔حتی کہ اس دعا میں یہ کلمات بھی ہیں ''وَ امْحَقْ بِسَيْفِهٖ رِقَابَ الطَّائِفَةِ البَاغِيَةِ الْكَفَرَةِ الظَّلَمَةِ'' یعنی یارب باغی کافر ظالم گروہ کی گردنیں اس کے تلوار سے سادھے۔تو اب جو مکہ مکرمہ اور طائف میں بے گناہ مارے گئے، یا مارے جارہے ہیں۔یا مدینہ طیبہ کے حملے میں مارے جائیں، یہ تمام دیندار مسٹر محمد علی صاحب کے جامعہ ملیہ (۱) کے مفتی صاحب کے نزدیک کافر فاجر ظالم ہیں۔یہ عجیب ظلم ہے کہ کسی پر چڑھ کر نہیں گئے، اپنی جانوں کی حفاظت تک نہ کر سکے، مگر پھر بھی کافر فاجر باغی ظالم ہوئے۔

عجیب واقعہ ہست وغریب حادثہ ایست
أنا أضطرب قتيلاً و قاتلي شاكی

(۱) جامعہ ملیہ اسلامیہ کی بنیاد مولانا محمد علی جوہر نے ۱۹۲۰ء میں علی گڑھ میں رکھی تھی۔اور جو ۱۹۲۵ء میں دہلی منتقل ہوئی۔جامعہ ملیہ اسلامیہ آج ایک سرکاری مرکزی یونیورسٹی ہے۔جس میں افتاء کا کورس نہیں، مگر عجب نہیں کہ مولانا محمد علی جوہر جو اپنے طور پر ایک دینی مزاج شخص تھے، ان دنوں فتوی صادر کرتے ہوں اور جو جامعہ ملیہ کی طرف منسوب سمجھا جاتا رہا ہو۔

جمعیۃ العلماء کے مفتی مولوی کفایت اللہ صاحب لکھتے ہیں:

"اونچی اونچی قبریں بنانا، قبریں پختہ بنانا، قبروں پر گنبد اور قبے اور عمارتیں بنانا، غلاف ڈالنا، چادریں چڑھانا، نذریں ماننا، طواف کرنا، سجدہ کرنا یہ تمام امور منکرات شرعیہ میں داخل ہیں۔ شریعت مقدسہ اسلامیہ نے ان امور سے صراحۃً منع فرمایا ہے۔ احادیث صحیحہ میں اس قسم کے امور کی ممانعت وارد ہے، جو شرک یا مفضی الی الشرک (شرک کی طرف لے جانے والی) ہیں۔"

ان مفتی صاحب نے مذکورہ بالا تمام امور کو شرک یا مفضی الی الشرک بتا کر تمام امت اسلامیہ کو، جن میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب بھی ہیں، شرک کا نشانہ بنا دیا اور اس شرک کے احاطہ سے کسی قرن کے مسلمان باہر نہیں جا سکتے۔ ان مفتی صاحب نے یہ بھی تصریح کر دی کہ ابن سعود کے عقائد و اعمال میں کوئی بات ایسی نہیں ہے جو ان کو قابل الزام قرار دے۔ اس سے ظاہر ہے کہ جمعیۃ العلماء کے یہ مفتی صاحب نجدی عقائد ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے کسی فعل کو قابل الزام بھی نہیں جانتے۔ اب جس قدر بھی مظالم اور مساجد و مقابر کی توہین اور عورتوں کی بے حرمتی اور بوڑھوں اور بچوں کا قتل وغیرہ، جتنے افعال شنیعہ نجدی نے کیے ہیں، ان میں سے کوئی ان مفتی صاحب کے نزدیک قابل الزام نہیں، پھر میں نہیں سمجھ سکتا کہ ابن سعود اور اس کے ہوا خواہ یہ وعدہ کس طرح کرتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں کوئی خلاف شرع امور، آزار دینے والا کام نہ کیا جائے گا۔ اور ہندوستان کے وہابی اور نجدی کے ہندی قافلہ سالار لیڈران مسلمانوں کو یہ کس طرح بتاتے ہیں کہ اب وہ آئندہ کسی مزار کی توہین نہ کرے گا؟ اور اس سے کوئی ظلم وقوع میں نہ آئے گا! جب اس کا ظلم اور توہین قابل الزام بھی نہ ہو تو اس کا یہ وعدہ کہ وہ کوئی کام خلاف شرع نہ کرے گا۔ اور مدینہ طیبہ کا احترام رکھے گا، یہ مزارات متبرکہ اور مشاہد مقدسہ اور مساجد کے حفظ احترام کے معنی میں کس طرح آ سکتا ہے؟ اور مسلمانوں کو اس کی طرف سے مطمئن کرنا یہی معنی رکھتا ہے کہ آج انھیں بے وقوف بنایا جائے، کہ یہ تو ہم پہلے ہی کہہ چکے تھے کہ اس کا کوئی فعل قابل الزام نہیں ہے، جو کچھ وہ کر چکا اس کے ماسوا کوئی اور کام اس نے کیا ہوتا تو اعتراض کرو، ان میں سے تو کوئی بات قابل گرفت نہیں ہے۔ اس پر نظر کرتے ہوئے ان فتووں کے جواب کی طرف التفات کرنا میں کچھ ضروری نہ سمجھتا تھا۔ کیوں کہ جو لوگ تمام عالم کے مسلمانوں کو مشرک جانتے ہوں اور جن کے مذہب میں مسجدیں ڈھانا تک جائز، نا قابل الزام، ہو اس گروہ کا فتویٰ مسلمانوں کی نظر میں کچھ بھی وقعت نہیں رکھتا۔ علاوہ بریں وہ تعصب کے رنگ میں اس قدر ڈوب کر لکھا گیا ہے کہ عاقل متیقظ (بیدار) اسی تحریر پر نظر ڈال کر اس سے متنفر ہو سکتا ہے۔

یہ بھی عرض کر دینا ضروری ہے کہ نجدی کے افعال کے بعض نجدی کے کمزور حامی یہ قابل مضحکہ توجیہ کر دیا کرتے ہیں کہ یہ مظالم اس کے لشکر نے کیے ہیں۔ ان سادہ لوحوں کے خیال میں کسی بادشاہ کی طرف وہی فعل منسوب ہو سکتے ہیں جو وہ اپنے ہاتھ سے کرے۔ قلعہ بنانا، ملک فتح کرنا، مارنا، قتل کرنا کون بادشاہ اپنے ہاتھ سے کرتا ہے؟ یہ سب کام ان کے خدام لشکری ہی انجام دیتے ہیں۔ مگر یہ عجیب قسم کی محبت ہے کہ ابن سعود کے برے افعال خادموں کی طرف منسوب کر دیئے جائیں، گو اس کے زبردست حامی جیسے یہ علماء وہابیہ ہیں، وہ اس توجیہ کو ضروری نہیں سمجھتے بلکہ جرأت کے ساتھ کہتے ہیں کہ اس کے افعال قابل الزام نہیں۔

ان بزرگواروں سے میری یہ استدعا ہے کہ جہاں انھوں نے قبوں کی حرمت اور ان کے قابل انہدام ہونے پر فتویٰ دے کر، ان الزاموں سے نجدی کو بری کرنا چاہا ہے وہاں وہ خوں ریزی اور ہدم مساجد کی اباحت بلکہ وجوب پر اپنا زور قلم صرف کر کے نجدی کی پوری پوری اعانت کریں، اور جرأت کے ساتھ اپنے عقیدے اور مذہب کو دنیا کے سامنے پیش کر دیں۔ چوں کہ میرے محترم کرم فرما نے ان فتووں کے جواب لکھنے کے لیے مجھے ایما فرمایا ہے۔ اس لیے میں ان تمام فتووں کو زیر نظر رکھ کر مسئلہ کی اصلی صورت پیش کرتا ہوں، اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ حق بولنے، حق لکھنے کی توفیق دے، اور تعصب اور طرفداری اور سخن پروری کی آفات سے بچائے۔ (آمین)

حسبنا اللہ ہو نعم المولیٰ و نعم المعین۔

www.Markazahlesunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِ الْعَالَمِيْنَ وَ الصَّلاَةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَ الْمُرْسَلِيْنَ وَ عَلَى آلِهِ الطَّيِّبِيْنَ وَ أَصْحَابِهِ الطَّاهِرِيْنَ

مذکورہ بالا اصحاب کے تمام فتوے میرے زیر نظر ہیں۔انھوں نے اپنے مدعا کی تائید میں جس قدر عبارات پیش کی ہیں ان سب کا دارومدار چند احادیث پر ہے۔میں انھیں پہلے ذکر کردوں اور اس کے بعد ان کے معانی سے بحث کروں کہ بعون اللہ حق واضح ہوجائے۔

احادیث

حدیث اول :

عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنهَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ مَرَضِهِ الَّذِیْ مَاتَ فِيْهِ : لَعَنَ اللّٰهُ الیَهُوْدَ وَ النَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ۔ (٢)

ترجمہ:اللہ تعالیٰ نے یہود ونصاری پر لعنت فرمائی،جنھوں نے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنایا۔

حدیث دوم :

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ : لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ وَ

(٢) صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب ما یکرہ میں اتخاذ المساجد علی القبور ۱/۲۴۹، جمعیۃ المکنز الاسلامی قاہرہ۔
☆ صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب النہی عن بناء المساجد علی القبور ۱/۲۱۳، جمعیۃ المکنز الاسلامی قاہرہ۔
☆ سنن نسائی، کتاب الجنائز، باب اتخاذ القبور مساجد ۱/۳۳۶، جمعیۃ المکنز الاسلامی قاہرہ۔
☆ فتح الباری بشرح صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ، باب ھل تنبش قبور مشرکی الجاہلیۃ ۲/۲۷۲، دار ابی حیان، قاہرہ۔

الْمُتَّخِذِيْنَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَ السُّرُجَ ۔ (٣)

ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں اور ان پر مسجدیں بنانے اور چراغ رکھنے والوں پر لعنت فرمائی۔

حدیث سوم :

عَنْ أَبِى هَيَّاجِ الأَسَدِىْ قَالَ: قَالَ لِى عَلِىٌّ: أَلَا أَبْعَثُكَ كُلَّ مَا بَعَثَنِىْ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ أَنْ لَّا تَدَعْ تِمْثَالًا إِلَّا طَمَسْتَهُ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ ۔ (٤)

ترجمہ:ابوہیاج اسدی سے روایت ہے کہ مجھ سے علی مرتضی نے فرمایا کیا میں تجھے اس کام پر نہ بھیجوں جس پر مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھیجا تھا۔وہ یہ کہ تو کسی تصویر (٥) کو بے مٹائے نہ چھوڑے اور نہ کسی قبر بلند کو بے برابر کیے۔

حدیث چهارم :

عَنْ جُنْدُبَ، قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ يَقُوْلُ: أَلَا وَ إِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ

(٣) سنن ابوداؤد، کتاب الجنائز، باب فی زیارۃ النساء للقبور ۲/۵۶۰، جمعیۃ المکنز الاسلامی قاہرہ۔
☆ سنن ترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی کراہیۃ زیارۃ القبور للنساء ۱/۲۸۳، جمعیۃ المکنز الاسلامی قاہرہ۔
☆ سنن نسائی، کتاب الجنائز، باب التغلیظ فی اتخاذ السرج علی القبور ۱/۳۳۵، جمعیۃ المکنز الاسلامی قاہرہ۔
(٤) صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب الامر بتسویۃ القبر ۱/۳۸۰، جمعیۃ المکنز الاسلامی قاہرہ۔
☆ سنن ابوداؤد، کتاب الجنائز، باب فی تسویۃ القبر ۲/۵۵۷، جمعیۃ المکنز الاسلامی قاہرہ۔
☆ سنن ترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی تسویۃ القبور ۱/۲۸۲ جمعیۃ المکنز الاسلامی قاہرہ۔
☆ سنن نسائی، کتاب الجنائز، باب تسویۃ القبور اذا رفعت ۱/۳۳۳ جمعیۃ المکنز الاسلامی قاہرہ۔
(٥) تصویر کی بجائے مجسمہ مناسب ہے۔

www.Markazahlesunnat.com

كَانُوا يَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ وَ صَالِحِيهِمْ مَسَاجِدَ أَلَا وَ لَا تَتَّخِذُوا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ إِنِّي أَنْهَاكُمْ مِنْ ذٰلِكَ ۔ (٦)

ترجمہ: جندب سے مروی ہے کہا، میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے خبردار! جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ اپنے انبیاء وصالحین کی قبروں کو مسجد بناتے تھے خبردار! تم قبروں کو مسجد نہ بنانا میں تم کو اس سے منع فرماتا ہوں۔

حدیث پنجم :

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أُمَّ حَبِيْبَةَ وَ أُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتَا كَنِيْسَةً رَأَيْنَهَا بِالْحَبَشَةِ فِيْهَا تَصَاوِيْرُ فَذَكَرَتَا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ أُولٰئِكَ إِذَا كَانَ فِيْهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهِ مَسْجِداً وَ صَوَّرُوْا فِيْهِ تِلْكَ الصُّوَرَ أُولٰئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۔ (٧)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ام حبیبہ اور ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے ایک کنیسہ کا ذکر کیا جو انھوں نے حبشہ میں دیکھا تھا، اس میں

(٦) عن جندب ، قال : سمعت النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قبل أن یموت بخمس و هو یقول: إنی أبرأ إلی اللہ أن یکون لی منکم خلیل فإن اللہ تعالی قد اتخذ نی خلیلا کما اتخذ إبراهیم خلیلا، ولو کنت متخذا من أمتی خلیلا لا تخذت أبا بکر خلیلا ألا وإن من کان قبلکم کانوا یتخذون قبور أنبیاء هم وصالحیهم مساجد ألا فلا تتخذوا القبور مساجد إنی أنهاکم عن ذلك۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب النہی عن بناء المساجد علی القبور ۱/۲۱۳-۲۱۴، جمعیۃ المکنز الاسلامی قاہرہ۔

(٧) فتح الباری بشرح صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب بناء المسجد علی القبر ۴/۳۴۱، دار ابی حیان، قاہرہ۔

☆ فتح الباری بشرح صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ، باب ہل تنبش قبور مشرکی الجاہلیۃ ۲/۲۷، جمعیۃ المکنز الاسلامی قاہرہ۔

☆ صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلوۃ، باب النہی عن بناء المساجد علی القبور ۱/۲۱۳، جمعیۃ المکنز الاسلامی قاہرہ۔

تصوریں ہیں تو حضور سے یہ ذکر کیا، حضور نے فرمایا ان لوگوں کی یہ حالت تھی کہ جب ان میں کوئی مرد صالح انتقال فرماتا اس کی قبر پر مسجد تعمیر کرتے، اور اس میں تصویریں بناتے، وہ اللہ کے نزدیک روز قیامت بدترین خلق ہیں۔

حدیث ششم :

عَنْ عَطَاءَ بْنِ يَسَارَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِيْ وَثَنًا يُعْبَدُ اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى قَوْمٍ اتَّخَذَ قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ۔ رواہ مالك مرسلا۔ (٨)

ترجمہ: الٰہی میری قبر کو بت نہ بنا کہ پوجی جائے، اللہ کا غضب اس قوم پر بہت سخت ہے جس نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنایا۔

حدیث ہفتم :

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تُجَصَّصَ الْقُبُوْرُ وَ أَنْ يُكْتَبَ عَلَيْهَا وَ أَنْ تُوْطَأَ۔ (٩)

ترجمہ: حضور ﷺ نے منع فرمایا کہ قبروں پر گچ کیا جائے اور ان پر کتابت کی جائے اور وہ پامال کی جائیں۔

(٨) موطا امام مالک، کتاب قصر الصلوۃ فی السفر، باب جامع الصلوۃ، ص ۵۸، جمعیۃ المکنز الاسلامی قاہرہ۔

☆ مشکوۃ المصابیح، فصل ثالث، باب الستر ۃ، ص ۷۲، مطبوعہ، رضا اکیڈمی، ممبئ۔

(٩) سنن ترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی کراہیۃ تجصیص القبور والکتابۃ علیہا ۱/۲۸۲، جمعیۃ المکنز الاسلامی قاہرہ۔

☆ سنن نسائی، کتاب الجنائز، باب البناء علی القبر ۱/۳۳۲، جمعیۃ المکنز الاسلامی قاہرہ۔

☆ مشکوۃ المصابیح، فصل ثانی، باب دفن المیت، ص ۱۴۸-۱۴۹، رضا اکیڈمی، ممبئ۔

www.Markazahlesunnat.com

مسطورہ بالا احادیث اوران کے ہم معنی خواہ اور بھی کتنی ہی ہوں۔بس یہی سرمایہ ہے جس پر مفتیان جمیعۃ العلماء، جامعہ ملیہ وغیرہ کو اعتماد ہے، اور جس کے بھروسہ پر وہ اکابر اسلام کے مزارات منہدم کرنے کا فتوی دے رہی ہیں۔باقی تمام عبارات جوانھوں نے نقل کی ہیں ان میں بھی انھیں حدیثوں سے تمسک کیا گیا ہے۔لہذا اب ہمیں یہ تحقیق کرنا ہے کہ آیا احادیث مذکورہ بالا سے یہ نتیجہ اخذ کرنا صحیح ہے۔یا نہیں؟

حدیث اول، دوم، چہارم، پنجم اور ششم میں یہود و نصاریٰ پر انبیاء و صلحاء کی قبروں کو مسجد بنانے کی وجہ سے لعنت فرمائی گئی ہے۔حدیث سوم میں بلند قبر کو برابر کرنے کا ذکر ہے۔حدیث ہفتم میں قبروں کو پختہ کرنے سے نہی ہے۔

ان احادیث کو بزرگان دین اور صلحاء وانبیاء کے قبہائے مزار سے کیا تعلق ہے؟ اتنا تو اردو جاننے والا بھی محض ترجمہ سے بھی سمجھ سکتا ہے۔یہود و نصاریٰ پر انبیاء وصلحاء کی قبروں کو مسجد بنالینے پر جولعنت فرمائی گئی اس کا سبب کیا ہے؟ احادیث کے شروح کی طرف ہاتھ بڑھانے سے قبل پانچویں اور چھٹی حدیث پر نظر کرنے سے یہ بات صاف ہوجاتی ہے۔

پانچویں حدیث میں حضور انور علیہ الصلاۃ والسلام نے یہ ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں کا یہ دستور تھا کہ جب ان میں کوئی مرد صالح انتقال فرماتا تو وہ اس کی قبر پر مسجد تعمیر کرتے، اور اس میں ان کی تصویر بناتے، وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک روز قیامت بدترین خلق ہیں۔اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوا کہ ان کا قبور انبیاء پر مسجد بنانا، ان قبور یا تصویر کی عبادت کے لیے تھا۔ اور یہ بیشک مستحق لعنت ہے۔

چھٹی حدیث میں اس سے بھی زیادہ صراحت ہے کہ ارشاد فرمایا، یارب! میری قبر کو بت نہ بنا کہ پوجی جائے، اللہ کا سخت عذاب ہے اس قوم پر جس نے انبیاء کی قبر کو مساجد بنایا۔اس حدیث نے بتادیا کہ قبروں کو مسجد بنانے کے یہ معنی ہیں کہ ان کی عبادت کی جائے، یا

کم از کم انھیں قبلہ بنا کر ان کی طرف نماز پڑھی جائے۔جیسا کہ ابومرثد غنوی کی حدیث میں ہے کہ حضور نے فرمایا ”لَا تَجلِسُوْا عَلَى الْقُبُوْرِ وَ لَا تُصَلُّوا إِلَيْهَا“ (۱۰)

کہ قبروں پر نہ بیٹھو نہ ان کی طرف نماز ادا کرو، اس سے خاص قبر کے اوپر نماز بھی ممنوع ہوئی، کہ اس میں جلوس علی القبر ہوگا۔اور قبر حق مقبور ہے۔ والقبر حق للقبور اور اسی وجہ سے حضور نے یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائی اور اس سے اپنی امت کو باز رہنے پر متنبہ فرمایا، یہ ہر مسلمان کا ایمان ہے۔اور ہر مومن قبر کی عبادت کو شرک جانتا ہے۔معاذ اللہ کون مومن ہوگا کہ قبر کو معبود بنائے؟ مسلمانوں پر یہ افتراء ملک گیری کے لیے انھیں مشرک ٹھہرا کر ان پر جہاد کرنے، اور ان کے ملک و مال لوٹنے کا ذریعہ ہے وبس۔جن احادیث میں بناء کی ممانعت ہے ان سے بھی یہی بناء مراد ہے، یہ حدیث ان کی بہترین شرح ہے۔

خلاصہ یہ کہ احادیث مذکورہ بالا سے قبہ کی حرمت تو کیا ثابت ہوتی؟ جس کا ذکر تک ان میں نہیں ہے، اور مسجد کی حرمت بھی ثابت نہیں ہوتی جو قبر کے قریب عبادت الٰہی کے لیے بنائی گئی ہو۔ائمہ محدثین نے بھی ان احادیث کا یہی مطلب سمجھا ہے۔

شیخ العصر اوحد الحفاظ قاضی القضاۃ علامہ ابوالفضل شہاب الدین ابن حجر عسقلانی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتح الباری شرح صحیح البخاری میں فرماتے ہیں:

وَ قَالَ الْبَيْضَاوِى : لَمَّا كَانَتِ الْيَهُوْدُ وَ النَّصَارٰى يَسْجُدُوْنَ لِقُبُوْرِ الْأَنْبِيَاءِ تَعْظِيْمًا لِشَأْنِهِمْ وَ يَجْعَلُوْنَهَا قِبْلَةً يَتَوَجَّهُوْنَ فِى الصَّلَاةِ نَحْوَهَا وَ اتَّخَذُوْهَا أَوْثَانًا لَعَنَهُمْ وَ مَنَعَ الْمُسْلِمِيْنَ عَنْ مِثْلِ ذٰلِكَ، فَأَمَّا مَنِ اتَّخَذ

(۱۰) صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب النہی عن الجلوس علی القبر والصلوۃ علیہ ۳۸۰/۱، جمعیۃ المکنز الاسلامی قاہرہ۔
☆ سنن ترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی کراہیۃ المشی علی القبور ۲۸۲/۱، جمعیۃ المکنز الاسلامی قاہرہ۔
☆ سنن ابوداؤد، کتاب الجنائز، باب فی کراھیۃ القعود علی القبر ۵۵۹/۲، جمعیۃ المکنز الاسلامی قاہرہ۔

مَسْجِدًا فِی جِوَارِ صَالِحٍ وَ قَصَدَ التَّبَرُّكَ بِالْقُرْبِ مِنْهُ لَا التَّعْظِيْمَ لَهُ وَلَا التَّوَجُّهَ نَحْوَهُ فَلَايَدْخُلُ فِیْ ذٰلِكَ الْوَعِيْدِ۔ (۱۱)

بیضاوی نے کہا جب کہ یہود ونصاری انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو بہ نیت تعظیم سجدہ کرتے تھے۔اوران قبور کوقبلہ بنا کرنماز میں ان کی طرف منھ کرتے تھے۔اورانھیں بت بنا کر پوجتے تھے۔تواللہ ورسول نے ان پرلعنت فرمائی اورمسلمانوں کوایسا کرنے سے منع فرمایا۔لیکن جس شخص نے کسی صالح کی مزار کے قریب بہ قصد تبرک مسجد بنائی اور بہ نیت تعظیم نماز اس کی طرف نہ پڑھی وہ اس وعید میں داخل نہیں۔

فَوَجْهُ التَّعْلِيْلِ أَنَّ الْوَعِيْدَ عَلَى ذٰلِكَ يَتَنَاوَلُ مَنِ اتَّخَذَ قُبُوْرَهُمْ مَسَاجِدَ تَعْظِيْمًا وَ مُغَالَاةً كَمَا صَنَعَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ وَجَرَّهُمْ ذٰلِكَ إِلٰى عِبَادَتِهِمْ، وَ يَتَنَاوَلُ مَنِ اتَّخَذَ قُبُوْرَهُمْ مَسَاجِدَ بِأَنْ تُنْبَشَ وَ تُرْمٰى عِظَامُهُمْ، فَهٰذَا يَخْتَصُّ بِالْأَنْبِيَاءِ وَ يَلْتَحِقُ بِهِمْ أَتْبَاعُهُمْ ، وَ أَمَّا الْكَفَرَةُ فَإِنَّهُ لَاحَرَجَ فِیْ نَبْشِ قُبُوْرِهِمْ ، إِذْ لَا حَرَجَ فِی إِهَانَتِهِمْ۔ (۱۲)

ترجمہ:وجہ تعلیل یہ ہے کہ یہ وعیدان لوگوں کو شامل ہے جنھوں نے انبیاء وصالحین کی قبروں کوتعظیما مسجد بنایا،جیسا کہ اہل جاہلیت کا عمل تھا۔جس میں بڑھتے بڑھتے وہ ان کی عبادت ہی کرنے لگے۔اور یہ وعیدان کوبھی شامل ہے جوصالحین کی قبریں اکھاڑکران کی جگہ مسجدیں بنائیں۔یہ ممانعت انبیاء اور ان کے متبعین کے ساتھ خاص ہے۔کفار کی قبریں کھودنے میں حرج نہیں،کیوں کہ ان کی اہانت میں حرج نہیں۔

نیزاس میں ہے:

(۱۱) فتح الباری بشرح صحیح البخاری،کتاب الصلاۃ،باب ھل تنبش قبور مشرکی الجاہلیۃ۲/۲۷۵،دارأبی حیان،قاہرہ۔

(۱۲) فتح الباری بشرح صحیح البخاری،کتاب الصلاۃ،باب ھل تنبش قبور مشرکی الجاہلیۃ۲/۲۷۳-۲۷۴،دارأبی حیان،قاہرہ۔

وَمَا يُكْرَهُ مِنَ الصَّلَاةِ فِی الْقُبُوْرِيَتَنَاوَلُ مَا إِذَا وَقَعَتِ الصَّلَاةُ عَلَى الْقَبْرِ، وَإِلَى الْقَبْرِ، أَوْ بَيْنَ الْقَبْرَيْنِ ، وَ فِی ذٰلِكَ حَدِيْثٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ مِنْ طُرُقِ أَبِی مَرْثَدِ الْغَنَوِیِّ مَرْفُوْعًا ’’لَا تَجْلِسُوْا عَلَى الْقُبُوْرِ، وَ لَا تُصَلُّوْا إِلَيْهَا أَوْ عَلَيْهَا‘‘ قُلْتُ : وَ لَيْسَ هُوَ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِی، فَأَشَارَإِلَيْهِ فِی التَّرْجَمَةِ وَ أَوْرَدَ مَعَهُ أَثَرَ عُمَرَ اَلدَّالَّ عَلَى أَنَّ النَّهْیَ عَنْ ذٰلِكَ لَا يَقْتَضِی فَسَادَ الصَّلَاةِ۔ (۱۳)

ترجمہ:قبروں میں نماز کی کراہت جب ہے کہ نماز قبر کے اوپر،یا قبر کی طرف،یا دو قبروں کے درمیان واقع ہو۔اوراس مسئلہ میں ابومرثد غنوی کی حدیث امام مسلم نے روایت کی ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا قبروں پر نہ بیٹھو ان کی طرف یا ان کے اوپر نماز نہ پڑھو۔

امام ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بخاری کی شرط پر نہیں۔اس لیے ترجمہ میں اس کی طرف اشارہ کیا،اوراس کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اثر وارد کیا جو دلالت کرتا ہے کہ یہ نہی نماز کے فساد کی مقتضی نہیں۔

ایسا ہی امام بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد عینی نے عمدۃ القاری شرح بخاری میں فرمایا۔
اورایسا ہی حضرت ملاعلی قاری نے مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح میں تحریر فرمایا۔شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں:

’’وَالْمُتَّخِذِيْنَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَ السُّرُجَ‘‘ لعنت کردہ است رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،کسانے را کہ می گیرند بر قبور

(۱۳) فتح الباری بشرح صحیح البخاری،کتاب الصلاۃ،باب ھل تنبش قبور مشرکی الجاہلیۃ۲/۲۷۳-۲۷۴،دارأبی حیان، قاہرہ۔

مسجدها ، یعنی سجده برندگان بجانب قبر بقصد تعظیم ۔ (۱۴)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان لوگوں پر لعنت فرمائی جو قبروں کے اوپر مسجد بناتے ہیں۔اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو قبر کی طرف بہ قصد تعظیم سجدہ کریں۔

مراد از اتخاذ قبور مساجد، سجده کردن بجانب قبور است، و این بر دو طریق [تقدیر] متصور ست، یکے [آں که] سجده بقبور برند و مقصود عبادت آں دارند ، چناں که بت پرستان [بمعنی]می پرستند.

دوم آں که مقصود و منظور عبادت [مولی] تعالی دارند، و لیکن اعتقاد کنند که توجه به قبور ایشاں در نماز و عبادت حق موجب قرب و رضائے وے تعالی [ست] ، و موقع عظیم ست نزد حق تعالی از جهت اشتمال وے عبادت و مبالغه در تعظیم انبیائے وے ،و این هر دو طریق نا مرضی و نا مشروع ست ، اول خود شرك جلی و کفر صریح ست، و ثانی نیز حرام و ممنوع ازجهت اشتمال بر شرك خفی، و بر هر تقدیر لعن متوجه ست۔

و نماز کردن بجانب قبر نبی یا مرد صالح بقصد تبرك و تعظیم حرام ست، و هیچ کس را از علماء در آں خلاف نیست ، اما اگر قرب قبر ایشاں مسجدے بنا کنند تا نماز گزارند بے توجه بجانب آں ، تا [ببرکت] به شرکت مجاورت بآں موضع که مدفن جسد مطهر ایشاں ست و [نور یست] بامداد نورانیت و روحانیت ایشاں عبادت کمال و قبول یابد ، [محظورے] دریں جا لازم نمی آید و باکے ندارد۔ (۱۵)

(۱۴) اشعۃ اللمعات، ص ۲٦٦۔

(۱۵) مدارج النبوت، شیخ عبدالحق محدث دہلوی (فارسی) ۲/۴۲۷، ناشر: مرکز اہل سنت برکات رضا، پور بندر، گجرات، مذکورہ نسخہ کے مطابق مصنف کی نقل کردہ عبارت میں قوسین کی عبارت زیادہ ہے۔ واللہ اعلم

قبروں کو مسجد بنانے سے قبروں کی طرف سجدہ کرنا مراد ہے۔اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ خاص قبروں کو سجدہ کیا جائے اوران کی عبادت مقصود ہو۔جیسے بت پرست کرتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ مقصود تو عبادت الٰہی ہو لیکن اعتقاد یہ ہو کہ نماز و عبادت میں ان قبور کی طرف منھ کرنا قرب و رضائے الٰہی کا موجب ہے۔اوراللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا بڑا مرتبہ ہے۔کیوں کہ یہ اللہ کی عبادت اور انبیاء کی غایت تعظیم پر مشتمل ہے۔یہ دونوں طریقے نا پسندیدہ اورنا جائز ہیں۔پہلا شرک جلی اورکفر خالص ہے،اوردوسرا شرک خفی پر مشتمل ہے۔اور ان میں سے ہر تقدیر پر لعن متوجہ ہے۔

اور انبیاء و صالحین کی قبروں کی طرف تعظیم وتبرک کے ارادہ سے نماز پڑھنا حرام ہے۔اورعلماء میں سے اس میں کسی کو خلاف نہیں،لیکن اگر ان کی قبر کے نزدیک نماز کے لیے کوئی مسجد بنائی،بغیراس کے کہ نماز میں ان قبروں کی طرف منھ کریں۔اس لیے کہ وہ جگہ جوان کے جسد مطہر کا مدفن ہے،اس کی برکت سے اوران کی روحانیت ونورانیت کی امداد سے ہماری عبادت کامل ومقبول ہو۔اس میں کوئی حرج اورکچھ مضائقہ نہیں۔

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ مفتیان جدت طراز نے جو مطلب احادیث سے نکالنا چاہا وہ صحیح نہیں،اورانھیں ان احادیث سے استدلال نہیں پہنچتا۔

درمختار میں ہے :

وَ لَا يُجَصَّصُ لِلنَّهِيِ عَنهُ وَ لَا يُطَيَّنُ وَ لَا يُرفَعُ عَلَيهِ بِنَاءٌ وَ قِيلَ لَا بَأسَ بِهِ، وَ هُوَ الْمُختَارُ، كَمَا فِي كَرَاهَةِ السِّرَاجِيَةِ ۔

ترجمہ: قبر پر نہ عمارت بنائی جائے نہ وہ گچ سے پختہ کی جائے اورنہ اینٹ سے بنائی جائے کیوں کہ اس سے منع کیا گیا،اورکہا گیا کہ اس میں کوئی حرج نہیں،اوریہی مختار مذہب ہے۔

www.Markazahlesunnat.com

حدیث سوم، جس میں حضرت علی مرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی اس روایت کا بیان ہے کہ حضور علیہ السلام نے مجھے مامور فرمایا، کہ میں جو تصویر پاؤں محو کردوں، اور جو قبر بلند پاؤں اس کو برابر کردوں۔ اس حدیث سے استدلال کرنے سے قبل مفتی صاحبان پر لازم تھا کہ وہ یہ ثابت کرتے کہ وہ قبور مسلمانوں کی تھیں۔

دوم یہ کہ برابر کرنے سے کیا مراد ہے؟ آیا بالکل زمین سے ہموار کردینا کہ نشان بھی باقی نہ رہے، تو یہ سنت متوارثہ سے معارض ہے۔

تیسرے یہ کہ تصاویر کا ذکر قبروں کے ساتھ کیا مناسبت رکھتا ہے؟ جب ان امور کو صاف کرلیتے تب انھیں استدلال کی گنجائش تھی۔ اب میں بالاختصار عرض کروں؟ یہ بات تو ہر مومن کے لیے یقینی ہے کہ زمانہ اقدس میں مسلمانوں کی جو قبور بنیں وہ حضور کے علم واجازت سے، کہ عادت شریف دفن میں شرکت کی تھی، اور اپنے نیازمندوں کو اپنی شرکت سے محروم نہیں فرماتے تھے۔ تو جس قدر قبور زمانہ اقدس میں بنیں صحابہ نے بنائیں حضور کی موجودگی میں بنائیں، اور موجودگی نہ بھی ہوتی تو صحابہ کوئی کام بے دریافت کیے کب کرتے تھے؟ وہ کون سے مسلمانوں کی قبریں تھیں جو ناجائز طور پر اونچی بن گئی تھیں، اور ان کے مٹانے کا حکم دیا؟ یہ بات بالکل عقل سے باہر ہے۔ البتہ کفار کی قبریں بہت بہت اونچی بنائی جاتی تھیں۔ جیسا کہ اب بھی نصاریٰ کی قبریں دیکھی جاتی ہیں۔ حضور نے ان کے ڈھانے کا حکم دیا، کمافی الصحاح۔ اور کفار کی قبریں ڈھانا جائز بھی ہے۔ مسلمانوں کی قبریں ڈھانا توہین ہے۔

بخاری شریف میں ہے :

أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبُوْرِ الْمُشْرِكِيْنَ فَنُبِشَتْ۔(۱۶)

(۱۶) فتح الباری بشرح صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ، باب ہل تنبش قبور مشرکی الجاہلیۃ ۲/۲۷۳، دارابی حیان، قاہرہ۔

ترجمہ: حضور انور علیہ الصلاۃ والسلام نے مشرکین کی قبروں کے لیے حکم فرمایا وہ اکھاڑ دی گئیں۔

یہ کہاں سے کہا جاتا ہے کہ علی مرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو مسلمانوں کی قبروں کے لیے حکم ہوا تھا؟ یا مشرکین کا حکم مسلمانوں پر چسپاں کیا جاتا ہے۔

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتح الباری جلد۲، ص۲۷۳ میں فرماتے ہیں :

قَوْلُهُ :بَابُ هَلْ تُنْبَشُ قُبُوْرُ مُشْرِكِي الْجَاهِلِيَّةِ أَيْ دُوْنَ غَيْرِهَا مِنْ قُبُوْرِ الْأَنْبِيَاءِ وَ أَتْبَاعِهِمْ لِمَا فِيْ ذَلِكَ مِنَ الْإِهَانَةِ لَهُمْ ، بِخِلَافِ الْمُشْرِكِيْنَ فَإِنَّهُمْ لَا حُرْمَةَ لَهُمْ ۔(۱۷)

ترجمہ: باب اس کا کہ کیا جاہلیت کے مشرکین کی قبریں اکھاڑ دی جائیں، یعنی انبیاء اور ان کے متبعین کی قبروں کے علاوہ، کیوں کہ اس میں ان کی اہانت ہے، برخلاف مشرکین کے، اس لیے کہ ان کی کوئی عزت نہیں۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں :

وَ فِي الْحَدِيْثِ جَوَازُ التَّصَرُّفِ فِي الْمَقْبَرَةِ الْمَمْلُوْكَةِ بِالْهِبَةِ وَ الْبَيْعِ وَ جَوَازُ نَبْشِ الْقُبُوْرِ الدَّارِسَةِ إِذَا لَمْ تَكُنْ مُحَرَّمَةً ۔(۱۸)

ترجمہ: اور حدیث میں بیع اور ہبہ کے ذریعہ مملوکہ مقبرہ میں تصرف کرنا جائز ہے، اور بوسیدہ قبروں کو اکھاڑنا جائز ہے جب کہ باعزت نہ ہوں۔

کیا مشرکین جاہلیت کی قبور اکھاڑ دی جائیں، یہ جائز ہے؟ عنوان باب یہ تھا علامہ فرماتے ہیں یعنی سوا انبیاء اور ان کے متبعین کے، کیوں کہ ان کی قبریں ڈھانے میں ان کی

(۱۷) فتح الباری بشرح صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ، باب ہل تنبش قبور مشرکی الجاہلیۃ ۲/۲۷۳، دارابی حیان، قاہرہ۔

(۱۸) مرجع سابق ۲/۲۷۶۔

www.Markazahlesunnat.com

اہانت ہے۔ بخلاف مشرکین کے کہ ان کی کوئی حرمت نہیں۔ یعنی حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ جو مقبرہ ہبہ و بیع سے ملک میں آ گیا ہو، اس میں تصرف کیا جائے۔ اور پرانی بوسیدہ قبریں اکھاڑ دی جائیں بشرطیکہ محترمہ نہ ہوں۔

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی قبریں محترم ہیں۔ ان کو ڈھانا، ان میں تصرف کرنا، ناجائز اور ان کی اہانت ہے۔ قبریں اکھاڑنے کا حکم مشرکین کی قبروں کے لیے ہے۔ یہ بالاجماع والاقتصار ان تمام فتووں کی حقیقت ہے جو اخبار الجمیعۃ اور ہمدرد میں چھپے ہیں۔ ایک تحریر مولوی سلیمان صاحب ندوی کی اخبار زمیندار میں چھپی ہے۔ انھوں نے قبوں کے جواز وعدم جواز سے تو بحث نہیں کی، مگر وہ اس کے درپے ہیں کہ قبے اکثر مفروض ہیں۔ لیکن ان کی یہ تحریر نجدی کو جرم سے بری نہیں کرتی، کیوں کہ نجدیوں نے مساجد بھی شہید کی ہیں۔ مولوی صاحب نے یہ بھی بحث فرمائی ہے کہ مسجدِ جن میں سورۂ جن نازل نہیں ہوئی تھی۔ اور مسجد انا اعطینا میں سورۂ انا اعطینا نازل نہیں ہوئی تھی۔

میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ایں بحث چہ معنی دارد؟ اگر یہی فرض کر لیا جائے تو کیا ان مساجد کا ڈھانا جائز ہو گیا؟ ہندوستان کی کسی مسجد میں کوئی سورت نازل نہیں ہوئی، تو کیا یہاں کی تمام مسجدیں شہید کر دی جائیں؟ دوسری بات یہ ہے کہ کسی قبر کا کسی زمانہ میں واقع ہونا آیا یہ مسائل دینیہ اور احکام شرعیہ میں سے کوئی ایسا مسئلہ ہے جس کے لیے حدیث صحیح الاسناد ضروری ہو؟ اور اگر ایسی حدیث نہ ملے تو وہ قبر بھی ثابت نہ ہو۔ ہندوستان میں لاکھوں اولیاء کے مزار ہیں، حدیث کے قاعدہ سے کسی کی اسناد محفوظ و مکتوب نہیں، تو کیا یہ ان لوگوں کی قبریں نہیں ہیں؟ اس سے ان کا ڈھانا جائز ہو جائے گا؟ مسلمانوں کا نسلاً بعد نسلٍ ایک چیز کی نسبت خبر دینا کیا، مسلمان کے وثوق و اطمینان کے لیے کافی نہیں ہے؟ اگر مولوی صاحب ایسا فرمائیں تو صدہا مثالیں ایسی پیش کی جا سکیں گی، جہاں مولوی صاحب محض نقل و شہرت پر اعتماد

فرما کر احکام شرعی جاری کرتے ہوں۔ البتہ جہاں نقل مخالف موجود ہو، وہاں غور کی حاجت ہوتی ہے۔ اس میں بھی جب تک قبر ہونے کا بطلان یقینی نہ ہو جائے، اس کو ڈھانے کا جواز محض ادعا ہے، جس کی کوئی سند مولوی صاحب کے پاس نہیں۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مقام ابواء میں بنائی گئی یہ مسلم، لیکن اس حدیث پر بھی تو نظر رہے جو طبرانی اور ابن شاہین نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی :

إِنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَزَلَ بِالْجَعُوْلِ كَئِيْبًا حَزِيْنًا وَ فِي رِوَايَةٍ وَ هُوَ بَاكٍ حَزِيْنٌ فَأَقَامَ بِهِ مَاشَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ رَجَعَ مَسْرُوْراً ، قَالَ: يُخَاطِبُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهَا، سَأَلْتُ رَبِّي فَأَحْيَا لِي أُمِّي فَآمَنَتْ بِي ثُمَّ رَدَّهَا ۔

ترجمہ: حضور انور علیہ الصلاۃ والسلام جعول میں ایک اونچی جگہ ٹھہرے، اور اس وقت حضور غمگین تھے اور گریہ فرماتے تھے۔ وہاں کچھ دیر قیام فرمایا اور پھر مسرور واپس تشریف لائے، اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے خطاب فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار سے درخواست کی، اس نے میرے لیے والدہ کو زندہ کیا، پھر وہ مجھ پر ایمان لائیں پھر انھیں واپس کر دیا۔ جعول مکہ مکرمہ کا قبرستان ہے جس کو جنت المعلی کہتے ہیں۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آمنہ کی قبر مکہ مکرمہ میں ہے۔ اس میں علماء نے اس طرح تطبیق دی ہے۔

وَقِيْلَ جَمْعًا بَيْنَ الرِّوَايَتَيْنِ أَنَّهَا دُفِنَتْ أَوَّلًا بِالْأَبْوَاءِ ، ثُمَّ نُبِشَتْ وَ نُقِلَتْ إِلٰى مَكَّةَ وَ دُفِنَتْ بِالْجَعُوْلِ ۔

ترجمہ: اور کہا گیا کہ دونوں متضاد روایتوں میں موافقت یوں دی جا سکتی ہے کہ پہلے ابواء میں دفن کی گئیں، پھر وہاں سے مکہ کی طرف نقل کر کے جعول میں دفن کی گئیں۔ (آثار محمدیہ و سیرہ نبویہ للعلامۃ سید احمد زینی دحلان مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

حرمین طیبین کی طرف اموات کو نقل کرنا وہاں کے برکات حاصل کرنے کے لیے سلف میں بہت ہوا ہے۔ اب اس قہر کا انکار اور اس پر مضحکہ اپنا ہی مضحکہ ہے۔ مکان میلاد کی نسبت مولوی صاحب نے بہت تہذیب کے خلاف دل آزار الفاظ استعمال کیے ہیں۔ حضور کی ولادت شریفہ کا تذکرہ ان لفظوں میں کیا ہے۔

”کہ یہ مقام ہے جہاں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شکم مادر سے گر کر اس سطح خاکی کو مشرف فرمایا تھا۔“ (نقل کفر کفر نباشد)

گرنے کا لفظ حضور کے لیے استعمال کرنا ایماندار سے کس طرح متصور ہو؟ کیا جرأت ہے کہ یہ کلمہ حضور انور کے لیے استعمال کیا گیا؟ یہ ایمان ہو تو پھر آثار پیمبر علیہ السلام کا مٹانا کچھ تعجب نہیں! مولد نبی علیہ السلام کا مکان بزرگان اسلام اور علماء دین کا زیارت گاہ رہا ہے۔ اور وہ اس سے تبرک حاصل کرتے رہے ہیں۔ مولوی صاحب کا تمسخر اس کی تکذیب کے لیے نص نہیں ہو سکتا۔ وہ کہتے ہیں کہ سیرت کی کتابوں میں تذکرہ نہیں، میں کہتا ہوں کہ سیرت کی کتابوں کا مطالعہ کریں ان میں خوب تذکرہ ہے۔ نہ ملے تو مجھ سے دریافت کریں میں حوالہ بتاؤں گا۔ افسوس تعصب میں یہ حال ہے کہ ایسے زبردست واقعات کا انکار کر دیا جاتا ہے۔

آپ نے ابن سعود کی تائید میں بہت زور کی جو بات کہی وہ یہ ہے کہ ان کو، یعنی مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ آگے بڑھ کر ابن سعود کے بدو افسروں کا نہیں، بلکہ پیکر اسلام مجدد سنت حضرت عمر فاروق کا ہاتھ پکڑیں۔ جنھوں نے شجرۂ رضوان جس کے نیچے بیٹھ کر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں بیعت رضوان لی تھی، کلہاڑی چلائی اور اس کو کاٹ کر پھینک دیا۔

بات آدمی کو تحقیق سے کہنا چاہیئے اور کسی معاملہ میں جتنے پہلو ہوں ان سب کو ظاہر کرنا چاہیئے۔ یہ نہیں کہ اپنے مطلب کے لیے واقعہ کی شکل مسخ کر دی جائے۔

حدیث شریف میں ہے :

www.Markazahlesunnat.com

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ الشَّجَرَةَ ثُمَّ أَتَيْتُهَا بَعْدُ فَلَمْ أَعْرِفْهَا(۱۹) وَ رُوِيَ عَنْ عُمَرَ مَرَّ بِذٰلِكَ الْمَقَامِ بَعْدَ أَنْ ذَهَبَتِ الشَّجَرَةُ، فَقَالَ : أَيْنَ كَانَتْ؟ فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَقُولُ: هٰهُنَا، وَ بَعْضُهُمْ يَقُولُ : هٰهُنَا، فَلَمَّا كَثُرَ اِخْتِلَافُهُمْ، قَالَ: سِيْرُوْا ذَهَبَتِ الشَّجَرَةُ ۔

ترجمہ: سعید بن میبّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے شجرہ رضوان کو دیکھا تھا، پھر میں ایک سال بعد آیا اس کو نہ پہچانا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اس جگہ پر گزرے بعد اس کے کہ شجرہ جاتا رہا تھا، تو فرمایا کہاں تھا؟ بعض کہنے لگے کہ یہاں، اور بعضے کہنے لگے کہ یہاں، جب ان میں زیادہ اختلاف ہوا تو فرمایا چلو! درخت جاتا رہا۔

اس میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تجسس فرمانا مولوی صاحب سوچیں کیا بتاتا ہے۔ علامہ اسماعیل حقی تفسیر روح البیان میں فرماتے ہیں:

بَلَغَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ فِي زَمَانِ خِلَافَتِهِ أَنَّ نَاسًا يُصَلُّوْنَ عِنْدَهَا فَتَوَعَّدَهُمْ وَ أَمَرَبِهَا فَقُطِعَتْ خَوْفَ ظُهُوْرِ الْبِدْعَةِ، انتهى ۔

وَ رَوَى الْإِمَامُ النَّسَفِي فِي التَّيْسِيرِ أَنَّهَا عَمِيَتْ عَلَيْهِمْ مِنْ قَابِلٍ فَلَمْ يَدْرُوْا أَيْنَ ذَهَبَتْ ؟ يَقُولُ الْفَقِيْرُ: يُمْكِنُ التَّوْفِيْقُ بَيْنَ الرِّوَايَتَيْنِ بِأَنَّهُمْ لَمَّا عَمِيَتْ عَلَيْهِمْ ذَهَبُوْا يُصَلُّوْنَ تَحْتَ الشَّجْرَةِ عَلَى ظَنِّ أَنَّهَا هِيَ شَجَرَةُ الْبَيْعَةِ، فَأَمَرَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِقَطْعِهَا، وَ فِي كَشْفِ النُّوْرِ لِابْنِ النَّابُلُسِي أَمَّا قَوْلُ بَعْضِ الْمَغْرُوْرِيْنَ بِأَنَّنَا نَخَافُ عَلَى الْعَوَامِ إِذَا اعْتَقَدُوْا وَلِيًّا مِنْ

(۱۹) صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الحدیبیہ ۲/۸۲۹ جمعیۃ المکنز الاسلامی، قاہرہ۔

www.Markazahlesunnat.com

الْأَوْلِيَاءِ وَ عَظَّمُوا قَبْرَهُ وَ الْتَمَسُوا الْبَرْكَةَ وَ الْمُعُوْنَةَ مِنْهُ، أَن يُّدْرِكَهُمْ اِعْتِقَادَأَنَّ الْأَوْلِيَاءَ تُؤَثِّرُ فِی الْوَجُوْدِ مَعَ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ وَ يُشْرِكُوْنَ بِاللّٰهِ تَعَالٰى، فَنَنْهَاهُمْ عَنْ ذٰلِكَ وَ نَهْدِمُ قُبُوْرَ الْأَوْلِيَاءِ وَ نَرْفَعُ الْبِنَايَاتِ الْمَوْضُوْعَةِ عَلَيْهَا وَ نُزِيْلُ السُّتُوْرَ عَنْهَا وَ نَجْعَلُ إِهَانَةَ الْأَوْلِيَاءِ ظَاهِرًا، حَتّٰى تَعْلَمُ الْعَوَامُ الْجَاهِلُوْنَ إِنَّ هٰؤُلَاءِ اَلْأَوْلِيَاءَ لَو كَانُوا مُؤَثِّرِيْنَ فِی الْوَجُوْدِ مَعَ اللّٰهِ تَعَالَى لَدَفَعُوْا عَنْ أَنْفُسِهِمْ هَذِهِ الإِهَانَةَ الَّتِی نَفَعَلُهَا مَعَهُمْ، فَاعْلَمْ أَنَّ هَذَا الصَّنِيْعَ كُفْرٌ صَرَاحٌ مَأْخُوْذٌ مِنْ قَوْلِ فِرْعَوْنَ، عَلَى مَا حَكَاهُ اللّٰهُ تَعَالَى لَنَا فِی كِتَابِهِ الْقَدِيْمَ ”وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِیْ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَ لْيَدْعُ رَبَّهُ اِنِّیْ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِی الْاَرْضِ الْفَسَادَ“(۲۰) وَ كَيْفَ يَجُوْزُ هَذَا الصَّنِيْعُ مِنْ أَجْلِ الْأَمْرِ الْمَوْهُوْمِ وَ هُوَ خَوْفُ الضَّلَالِ عَلَى الْعَوَامَةِ۔انتهى۔

یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے زمانہ خلافت میں خبر پہنچی کہ لوگ شجرۃ الرضوان کے پاس نماز پڑھتے ہیں۔ آپ نے انھیں دھمکایا اور آپ کے حکم سے وہ درخت کاٹا گیا بخوف ظہور بدعت۔ امام نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے تیسیر میں روایت کیا کہ اگلے سال وہ درخت گم ہوگیا، اور کسی نے نہ جانا کہ کہاں گیا؟ علامہ فرماتے ہیں کہ دونوں روایتوں میں موافقت کی یہ صورت ہے کہ جب وہ اصلی درخت ناپید ہوگیا تو لوگ اس گمان سے اور درخت کے نیچے نماز پڑھنے لگے کہ وہی درخت بیعت ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس درخت کے کاٹنے کا حکم دیا (یعنی جس کو لوگوں نے غلط طور پر درخت بیعت گمان کیا تھا، نہ کہ اصلی درخت کو) ابن نابلسی کی کشف النور میں ہے بعض مغروروں کا یہ کہہ دینا کہ ہمیں خوف ہے کہ

(۲۰) سورۃ غافر، آیت ۲۶۔

عام لوگ کسی ولی کے معتقد ہوجائیں، اور اس کے قبر کی تعظیم کریں، اور اس سے برکت و مدد طلب کریں، تو وہ اس اعتقاد میں گرفتار ہوجائیں گے کہ وہ اولیاء وجود میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ موثرین ہیں۔ یعنی کسی چیز کے پیدا کرنے میں اس کے ساتھ شریک ہیں تو کافر و مشرک ہوجائیں گے۔ ہم ان کو اس سے منع کرتے ہیں اور اولیاء کی قبریں ڈھاتے ہیں۔ اور جو عمارتیں ان پر بنائی گئی ہیں، ان کو دور کرتے ہیں۔ اور چادریں ہٹاتے ہیں۔ اور اولیاء کی ظاہری اہانت کرتے ہیں۔ تاکہ عام جاہل جان لیں کہ اگر یہ اولیاء اللہ کے ساتھ وجود میں موثر ہوتے تو اپنی ذات سے اس اہانت کو دور کردیتے، جو ہم ان کے ساتھ کرتے ہیں۔ تو جاننا چاہیئے کہ یہ فعل (یعنی اس مقصد سے قبریں ڈھانا اور ان کی اہانت کرنا) کفر خالص ہے، جو فرعون کے اس مقولہ سے ماخوذ ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قدیم میں نقل فرمایا کہ فرعون نے کہا مجھے چھوڑو کہ موسیٰ کو قتل کرڈالوں، اور انھیں چاہیئے کہ وہ اپنے رب کو پکاریں، میں ڈرتا ہوں کہ وہ تمھارے دین کو بدل دیں، یا زمین میں فساد ظاہر کریں۔ اور یہ فعل یعنی قبریں ڈھانا ایک امر موہوم، یعنی عوام کی گمراہی کے خوف سے کیوں کر جائز ہوسکتا ہے۔

اب مولوی صاحب اس میں غور فرمائیں۔ تفسیر میں پورا مسئلہ بیان کردیا گیا ہے جس کے وہ درپے ہیں۔ اور مولوی صاحب کے قیاس فاسد کا پورا رد آگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ راہ راست دکھائے۔ آمین

کتبہ

العبد المعتصم بحبل اللہ المتین

محمد نعیم الدین

ناشر کی بات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مجھے یہ اطلاع دیتے ہوئے انتہائی خوشی ہورہی ہے کہ **"مرکز اہل سنت برکات رضا"** جو ایک دینی نشر و اشاعت اور مسلک اعلیٰ حضرت کا سچا ترجمان کی حیثیت سے کام کررہا ہے، آج اس کا قافلہ شاق بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ منزل مقصود کی طرف رواں دواں ہے۔

سیدی اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت، مجدد دین وملت امام احمد رضا خان قادری برکاتی (قدس سرہ) کے افکار و نظریات کی تشہیر، آپ کی گراں قدر تصنیفات کی نشر و اشاعت ہی اس مرکز کا اولین مقصد ہے۔ اور الحمدللہ بڑے مختصر سے عرصہ میں اس مرکز نے دنیائے نشر و اشاعت میں اپنی انفرادی شان پیدا کرلی ہے۔

اہل نجد اور ابن سعود کے رسوائے زمانہ کارناموں سے دنیا بے خبر نہیں، اہل بیت اطہار، صحابہ کرام اور اولیاء عظام کے مقابر اور مدفن کے ساتھ جو گھناؤنا رویہ انھوں نے اختیار کیا ہے وہ ناقابل ذکر ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کی قبر ہو یا سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مزار، سب کے ساتھ ان کا یکساں سلوک رہا اور دنیائے اسلام کا شور و احتجاج بلند ہوتا رہا، عقیدت مندوں کی آہ و زاری ہوتی رہی مگر ان کے کانوں پر جوں کیوں کر رینگتی؟ کہ امریکہ کا دست شفقت ایسا ئبان رہا کہ اس کے ہوتے کسی کا خوف وڈر انھیں کیوں کر ہوتا؟

زیر نظر کتاب "**مزارات اولیاء وصالحین پر قبوں کی شرعی حیثیت**" مفسر قرآن، عالم جلیل، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل حضرت علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ

والرضوان کی تحریر کردہ "**اسواط العذاب علی قوامع القباب**" ۱۳۴۴ھ کا جدید اردو نام ہے۔ اور جس کو آج "**مرکز اہل سنت برکات رضا**" جدید طباعت اور تحقیق وتخریج کے ساتھ بالکل نئے انداز میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس رسالہ کو عوام وخواص سب کے لیے نافع بنائے۔ اور اس میں شریک تمام کام کرنے والوں کو اجر جزیل عطا فرمائے، اور مجھے مزید خدمت علم ودین کی توفیق رفیق مرحمت فرمائے۔ (آمین) بجاہ سید المرسلین۔

وصلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ واصحابہ اجمعین

رمضان المبارک
۱۴۲۶ھ
مطابق اکتوبر ۲۰۰۵ء

احقر العباد
خانقاہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ مقدسہ
اور خانقاہ رضویہ نوریہ کا ادنیٰ سوالی
عبدالستار ہمدانی "مصروف"
برکاتی نوری